فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

نظر ثانی: حافظ محمد زبیر

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۸۶

﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾﴾

ج و ب

جَابَ (ن) جَوْبًا: (۱) کوئی فاصلہ طے کرنا۔ (۲) کسی چیز کو کاٹنا یا تراشنا (کاٹنے والا کاٹتے یا تراشتے ہوئے ایک فاصلہ طے کرتا ہے)۔ ﴿وَثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ﴿۹﴾﴾ (الفجر) ''اور ثمود کے ساتھ (کیا معاملہ کیا؟) جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں۔''

جَوَابٌ (اسم ذات): کسی بات کا جواب (کہنے والے کی بات جتنا فاصلہ طے کر کے آتی ہے جواب دینے والے کی بات وہی فاصلہ طے کرتی ہے)۔ ﴿وَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡہُمۡ﴾ (الاعراف:۸۲) ''اور نہیں تھا اُنؑ کی قوم کا جواب مگر یہ کہ تم لوگ نکالو اِن کو۔''

اَجَابَ (افعال) اِجَابَةً: (۱) بات کا جواب دینا۔ (۲) کسی کی بات یعنی حکم کو ماننا۔

© rasailojaraid

(۳) کسی کی بات یعنی درخواست کو قبول کرنا۔ ﴿مَا ذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ (القصص)
''کیا جواب دیا تم لوگوں نے رسولوں کو؟'' ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ﴾
(النمل:٦٢) ''یا کون بات قبول کرتا ہے لاچار کی جب بھی وہ پکارے اس کو؟''

اَجِبْ (فعل امر) : تو کہنا مان‘ تو قبول کر۔ ﴿یٰقَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ﴾
(الاحقاف:٣١) ''اے ہماری قوم! تم لوگ کہنا مانو اللہ کی دعوت دینے والے کا۔''

مُجِیْبٌ (اسم الفاعل) : ماننے والا‘ قبول کرنے والا۔ ﴿اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ﴾ (ھود) ''یقیناً میرا ربّ قریب ہے‘ قبول کرنے والا ہے۔''

اِسْتَجَابَ (استفعال) اِسْتِجَابَۃً : یہ مادہ باب استفعال اور باب افعال میں ہم معنی ہے‘ اس فرق کے ساتھ کہ باب استفعال میں جواب دینے‘ بات ماننے اور قبول کرنے کو ضروری سمجھنے کا مفہوم ہے۔ ترجمے میں یہ فرق واضح کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ﴿فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ﴾ (آل عمران:١٩٥) ''پس قبول کی ان کی بات ان کے ربّ نے۔''

اِسْتَجِبْ (فعل امر) : تو ضرور کہنا مان‘ تو ضرور قبول کر۔ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ (الانفال:٢٤) ''اے لوگو جو ایمان لائے! تم لوگ ضرور حکم مانو اللہ کا اور رسولؐ کا۔''

<u>ر ش د</u>

رَشِدَ (ن۔س) رَشَدًا : صحیح یعنی نیک راہ پر چلنا‘ ہدایت یافتہ ہونا‘ ہدایت پانا‘ آیت زیر مطالعہ۔

رَاشِدٌ (اسم الفاعل) : ہدایت پانے والا۔ ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ (الحجرات) ''وہ لوگ ہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

رَشِیْدٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت) : ہدایت یافتہ‘ نیک چلن۔ ﴿اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ﴾ (ھود) ''کیا تم لوگوں میں کوئی نیک چلن مرد نہیں ہے؟''

رَشَادٌ (اسم ذات) : نیکی‘ بھلائی‘ ہدایت ۔ ﴿وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ﴾ (المؤمن) ''اور میں ہدایت نہیں دیتا تم لوگوں کو مگر نیکی کے راستے کی۔''

رَشَدٌ : بھلی راہ‘ نیک راہ۔ ﴿اَمْ اَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ رَشَدًا﴾ (الجن) ''یا ارادہ کیا ان کے لیے ان کے ربّ نے نیک راہ کا۔''

رُشْدٌ : (۱) نیک راہ‘ ہدایت ۔ (۲) سوجھ بوجھ‘ معاملہ فہمی (جو ہدایت کا باعث ہے)۔

com

© rasailojaraid.com

﴿قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (البقرة:٢٥٦) ''واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے۔''
﴿فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا﴾ (النساء:٦) ''پھر اگر تم لوگ پاؤ اُن میں کوئی سمجھ بوجھ۔''

اَرْشَدَ (افعال) اِرْشَادًا : صحیح راہ بتانا' ہدایت دینا۔

مُرْشِدٌ (اسم الفاعل) : سیدھی راہ بتانے والا' ہدایت دینے والا۔ ﴿فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾ (الکھف) ''پھر تو نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا رفیق۔''

ترکیب : ''اِذَا'' شرطیہ ہے۔ ''سَاَلَ'' سے ''عَنِّیْ'' تک شرط ہے' جبکہ ''فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ'' جوابِ شرط ہے۔ ''سَاَلَ'' کا فاعل ''عِبَادِیْ'' ہے اور ''كَ'' اس کی ضمیر مفعولی ہے اور ''عَنِّیْ'' متعلق فعل ہے۔ ''فَاِنِّیْ'' میں ''ی'' ضمیر مبتدا ہے جسے اب ''اِنَّ'' کا اسم کہیں گے۔ ''قَرِیْبٌ'' اس کی خبر اوّل ہے' اور ''اُجِیْبُ'' سے ''دَعَانِ'' تک جملہ شرطیہ ہے جس میں شرط مؤخر اور جوابِ شرط مقدم ہے۔ ''دَعْوَةَ الدَّاعِ'' مرکب اضافی ہے اور ''اُجِیْبُ'' کا مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف منصوب ہے۔ ''اَلدَّاعِ'' پر لام جنس ہے۔ ''دَعَانِ'' میں ''نِ'' دراصل ''نِیْ'' ہے جو ''دَعَا'' کی ضمیر مفعولی ہے۔ ''فَلْيَسْتَجِيْبُوْا'' اور ''وَلْيُؤْمِنُوْا'' فعل امر غائب ہیں۔ ان کے فاعل ''هُمْ'' کی ضمیریں ہیں جو ''عِبَادِیْ'' کے لیے ہیں۔

ترجمہ:

وَاِذَا : اور جب بھی	سَاَلَكَ : پوچھیں آپؐ سے
عِبَادِیْ : میرے بندے	عَنِّیْ : میرے بارے میں
فَاِنِّیْ : تو یقیناً میں تو	قَرِیْبٌ : قریب ہوں
اُجِیْبُ : میں قبول کرتا ہوں	دَعْوَةَ الدَّاعِ : ہر پکارنے والے کی پکار کو
اِذَا : جب بھی	دَعَانِ : وہ پکارے مجھ کو
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا : پس چاہیے کہ وہ لوگ حکم مانیں	لِیْ : میرا
وَلْيُؤْمِنُوْا : اور چاہیے کہ وہ لوگ ایمان لائیں	بِیْ : مجھ پر
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ : شاید کہ وہ لوگ ہدایت پائیں	

نوٹ (۱) : فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کی مزید وضاحت کے لیے سورۃ المجادلۃ کی آیت ۷ کا پورا

© rasailojaraid.com

مفہوم ذہن میں رکھیں، جس میں بتایا گیا ہے کہ جہاں کہیں تین اشخاص باتیں کرتے ہیں، وہاں چوتھا اللہ ہوتا ہے۔

اب ذرا سوچیں کہ اپنے ڈرائنگ روم میں سیاست پر گفتگو کے دوران جب ہم شخصیات کو زیرِ بحث لاتے ہیں، اس وقت یا تو ہم غیبت کرتے ہیں یا بہتان لگاتے ہیں۔ کیونکہ لگایا جانے والا الزام اگر درست ہے تو غیبت ہے اور اگر غلط ہے تو بہتان ہے۔ یہ کام کرتے ہوئے اگر ہمیں احساس ہو جائے کہ ڈرائنگ روم میں ہم نشینوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے تو یقیناً ہمارا رویہ تبدیل ہوگا۔ اسی طرح ٹی وی لاؤنج، دفتر اور دکان وغیرہ میں اس احساس کو جگا کر تجربہ کرلیں اور پھر متعلقہ آیات کا مفہوم ذہن میں دہراتے رہیں تو اِن شاء اللہ رمضان کا فیض جاری رہے گا، خواہ نفلی روزے رکھیں یا نہ رکھیں۔

نوٹ (۲): اس آیت میں دوسری اہم بات یہ اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس کے لیے عابد، زاہد، فاسق اور فاجر وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی گئی ہے۔ دوسری طرف ہمارا یعنی عام مسلمانوں کا تجربہ یہ ہے کہ ہماری اکثر دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اس لیے ہم ایسے پہنچے ہوئے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جن کی دعا یا سفارش قبول ہو جائے۔ اس بظاہر تضاد کی وجہ یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کا مفہوم ہمارے ذہن میں محدود ہے، جبکہ قرآن و حدیث میں اسے وسیع تر مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

اپنے وسیع تر مفہوم میں کسی بھی دعا کے قبول ہونے کی صورتیں یہ ہیں: (۱) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے علم میں اگر وہ ہمارے لیے مفید ہے اور فوری طور پر ملنے میں ہمارا کوئی نقصان بھی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ وہ چیز ہمیں اُسی وقت دے دیتا ہے۔ (۲) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے مفید تو ہے، لیکن اس کا فوری طور پر ملنا ہمارے لیے مفید نہیں ہے، تو ایسی صورت میں دعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز ہمیں اُس وقت دی جائے جب اس کا ملنا ہمارے لیے مفید ہو۔ (۳) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے مفید نہیں ہے، تو ایسی صورت میں دعا کی قبولیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ چیز ہم کو نہ دی جائے اور اس کے بدلے کوئی مفید چیز دی جائے، یا کوئی اور تکلیف یا پریشانی دور کر دی جائے، یا کسی آنے والی پریشانی کو روک دیا جائے۔ (۴) دعا کی قبولیت کی ایک آخری شکل یہ بھی ہے کہ بندے کی دعا مذکورہ بالا کسی بھی طریقے سے اس دنیا میں قبول نہ کی جائے، بلکہ اس کا ثواب آخرت کے لیے محفوظ کر دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت میں ایسا ثواب

com

جب بندے کے سامنے لایا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا کہ تو نے میری باقی دعائیں دنیا میں کیوں قبول کر لیں؟

دعا کی قبولیت کا مفہوم اگر سمجھ میں آ گیا ہے تو اب یقین کر لیں کہ اللہ ہر بندے کی سنتا ہے۔ شرط صرف ایک ہے کہ بندہ اسے پکارے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا دل سے نکلے اور ذہن اس پر مرتکز ہو۔ اگر دعا کے رٹے رٹائے الفاظ زبان ادا کر رہی ہو اور دل و دماغ کولمبس بنے پھر رہے ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کو پکارا ہی نہیں۔

آیت ۱۸۷

﴿اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ط ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ ط عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ ج فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ ص وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ط تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾﴾

ر ف ث

رَفَثَ (س) رَفَثًا : کوئی فحش بات کرنا۔ پھر کنایۃً مباشرت کے لیے بھی آتا ہے۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَفَثٌ (اسم ذات): فحش کلام۔ ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ط﴾ (البقرۃ:۱۹۷) ''تو نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی جھگڑا ہے حج میں۔''

خ و ن

خَانَ (ن) خَوْنًا : ڈول کی رسی کے ایک ایک بل کا ٹوٹ جانا، عہد شکنی کرنا، خیانت کرنا۔ ﴿فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ﴾ (الانفال:۷۱) ''وہ لوگ عہد شکنی کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے۔''

خِیَانَۃٌ (اسم ذات) : عہد شکنی، خیانت۔ ﴿وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً﴾ (الانفال:۵۸) ''اور اگر تمہیں خوف ہو کسی قوم سے کسی عہد شکنی کا۔''

© rasailojaraid

خَائِنٌ (اسم الفاعل): وعدہ خلافی کرنے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ﴾ (الانفال) ''یقیناً اللہ وعدہ خلافی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

خَوَّانٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ): بار بار وعدہ خلافی کرنے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ﴾ (الحج) ''بے شک اللہ محبت نہیں کرتا کسی بھی بار بار وعدہ خلافی کرنے والے سے' انتہائی ناشکری کرنے والے سے۔''

خ ی ط

خَاطَ (ض) خَيْطًا : کپڑا سینا۔

خَيْطٌ (اسم ذات): دھاگہ' ڈوری۔ آیت زیر مطالعہ۔

خِيَاطٌ (اسم ذات) : سوئی۔ ﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ (الاعراف:٤٠) ''یہاں تک کہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں۔''

ب ی ض

بَاضَ (ض) بَيْضًا : پرندے کا انڈا دینا۔ کسی چیز پر سفیدی کا غالب ہونا۔

بَيْضٌ (اسم جنس): انڈا۔ ﴿كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾ (الصّٰفّٰت) ''جیسے کہ وہ محفوظ کیے ہوئے انڈے ہیں۔''

اَبْيَضُ مؤنث بَيْضَاءُ ج بِيْضٌ (اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت): سفید رنگ والا یعنی سفید۔ ﴿وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ﴾ (الاعراف) ''اور انہوں نے نکالا اپنا ہاتھ تو جب ہی (یعنی اُسی وقت) وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے لیے۔'' ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ﴾ (فاطر:٢٧) ''اور پہاڑوں میں سفید گھاٹیاں ہیں۔''

اِبْيَضَّ (اِفْعِلَالٌ) اِبْيِضَاضٌ : سفید ہو جانا۔ ﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ﴾ (یوسف:٨٤) ''اور سفید ہو گئیں انؑ کی دونوں آنکھیں غم سے۔''

س و د

سَادَ (ن) سِيَادَةً وَسُوْدًا : بزرگ ہونا' کسی گروہ یا قوم کا سردار ہونا۔

سَوِدَ (س) سَوَدًا : سیاہ ہونا' کالا ہونا۔

سَيِّدٌ ج سَادَةٌ : سردار' آقا۔ ﴿وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ﴾ (یوسف:٢٥) ''اور وہ دونوں ملے عورت کے آقا (یعنی شوہر) سے دروازے کے پاس۔'' ﴿رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا﴾ (الاحزاب) ''اے ہمارے ربّ! بے شک ہم نے

اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی تو انہوں نے بھٹکایا ہم کو سیدھے راستے سے۔"

اَسْوَدُ ج سُوْدٌ (افعل الوان وعیوب کے وزن پر صفت): کالے رنگ والا یعنی کالا۔ ﴿وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ﴾ (فاطر) "اور کچھ انتہائی سیاہ ہیں۔"

اِسْوَدَّ (اِفْعِلَالٌ) اِسْوِدَادًا : کالا ہو جانا۔ ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (آل عمران:۱۰۶) "جس دن سفید ہو جائیں گے کچھ چہرے اور سیاہ پڑ جائیں گے کچھ چہرے۔"

مُسْوَدٌّ (اسم الفاعل): سیاہ پڑنے والا' کالا ہونے والا۔ ﴿الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾ (الزمر:۶۰) "جن لوگوں نے جھوٹ کہا اللہ پر اُن کے چہرے سیاہ پڑنے والے ہیں۔"

ح د د

حَدَّ (ن) حَدًّا: کسی چیز کا آخری کنارہ یا انتہا مقرر کرنا۔ جیسے کسی پلاٹ کے کناروں' یعنی حدوں کا تعین کرنا۔

حَدَّ (ض) حِدَّةً : (۱) غضب ناک ہونا' سخت ہونا۔ (۲) کسی چیز کا تیز ہونا جیسے چھری کا تیز ہونا۔

حَدٌّ ج حُدُوْدٌ (اسم ذات): کنارہ' انتہا' حد۔ ﴿وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ﴾ (التوبة:۱۱۲) "اور حفاظت کرنے والے اللہ کی حدود کی۔" (اللہ کی حدود کا مطلب ہے اس کی دی ہوئی اجازت کی انتہا' جس کے آگے اس کی نافرمانی شروع ہوتی ہے)۔

حَدِیْدٌ (فَعِیْلٌ کا وزن): (۱) لوہا۔ (۲) تیز۔ ﴿اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ﴾ (الکھف:۹۶) "تم لوگ لاؤ میرے پاس لوہے کے تختے۔" ﴿فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ﴾ (قٓ) "پس تیری بصارت آج تیز ہے۔"

حَادَّ (مفاعلہ) حِدَادًا :ایک دوسرے پر تیز ہونا' باہم مخالفت کرنا' طعنہ دینا۔ ﴿سَلَقُوْکُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ﴾ (الاحزاب:۱۹) "وہ لوگ چڑھائی کریں گے تم لوگوں پر طعنہ دینے والی زبانوں سے۔" ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ﴾ (المجادلة) "بیشک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی' وہ لوگ انتہائی ذلیلوں میں ہیں۔"

ترکیب: "اُحِلَّ" ماضی مجہول ہے اور "اَلرَّفَثُ" اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ

© rasailojaraid

سے مرفوع ہے' جبکہ ''لَيْلَةَ'' ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ ''هُنَّ'' اور ''اَنْتُمْ'' مبتدا ہیں اور ''لِبَاسٌ'' خبر ہے۔ ''كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ'' ماضی استمراری ہے لیکن یہ ''اَنَّكُمْ'' کی خبر ہے' اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ ''فَتَابَ عَلَيْكُمْ'' یہاں پر اپنے لغوی مفہوم میں ہے۔ ''بَاشِرُوْا'' فعل امر ہے' اس کا فاعل اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''هُنَّ'' اس کا مفعول ہے۔ ''وَابْتَغُوْا'' کا مفعول ''مَا'' ہے۔ ''حَتّٰى'' کی وجہ سے ''يَتَبَيَّنَ'' منصوب ہے اور ''اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ'' اس کا فاعل ہے۔ ''اَتِمُّوْا'' کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''اَلصِّيَامَ'' اس کا مفعول ہے۔ ''اِلَى الَّيْلِ'' دو لام یعنی ''اللَّيْلِ'' کے بجائے ایک لام سے لکھا گیا ہے' یہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ ''وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ'' کا واؤ حالیہ ہے۔ ''يُبَيِّنُ'' کا فاعل ''اللّٰهُ'' ہے اور ''اٰيٰتِهٖ'' اس کا مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف ''اٰيٰتِ'' منصوب ہے۔

ترجمہ:

اُحِلَّ : حلال کیا گیا	لَكُمْ : تم لوگوں کے لیے
لَيْلَةَ الصِّيَامِ : روزہ رکھنے کی رات میں	الرَّفَثُ : مباشرت کو
اِلٰى نِسَآئِكُمْ : تمہاری عورتوں کی طرف	هُنَّ : وہ
لِبَاسٌ : لباس ہیں	لَّكُمْ : تم لوگوں کے لیے
وَاَنْتُمْ : اور تم لوگ	لِبَاسٌ : لباس ہو
لَّهُنَّ : ان کے لیے	عَلِمَ : جانا
اللّٰهُ : اللہ نے	اَنَّكُمْ : کہ تم لوگ
كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ : خیانت کرتے رہتے ہو	اَنْفُسَكُمْ : اپنے آپ سے
فَتَابَ : تو اُس نے شفقت کی	عَلَيْكُمْ : تم لوگوں پر
وَعَفَا : اور اس نے درگزر کیا	عَنْكُمْ : تم سے
فَالْئٰنَ : تو اب	بَاشِرُوْ : تم لوگ مباشرت کرو
هُنَّ : ان سے	وَابْتَغُوْا : اور تم لوگ تلاش کرو
مَا : اس کو جو	كَتَبَ اللّٰهُ : اللہ نے لکھا
لَكُمْ : تمہارے لیے	وَكُلُوْا : اور تم لوگ کھاؤ
وَاشْرَبُوْا : اور پیو	حَتّٰى : یہاں تک کہ

.com

يَتَبَيَّنَ : واضح ہو جائے	لَكُمْ : تمہارے لیے
الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ : سفید دھاگہ	مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ : کالے دھاگے سے
مِنَ الْفَجْرِ : فجر میں	ثُمَّ اَتِمُّوا : پھر تم لوگ پورا کرو
الصِّيَامَ : روزہ رکھنے کو	اِلَى الَّيْلِ : رات تک
وَلَا تُبَاشِرُوْ : اور تم لوگ مباشرت مت کرو	هُنَّ : ان سے
وَ : اس حال میں کہ	اَنْتُمْ : تم لوگ
عٰكِفُوْنَ : اعتکاف کرنے والے ہو	فِي الْمَسٰجِدِ : مسجدوں میں
تِلْكَ : یہ	حُدُوْدُ اللّٰهِ : اللہ کی حدود ہیں
فَلَا تَقْرَبُوْ : تو تم لوگ قریب مت ہو	هَا : ان کے
كَذٰلِكَ : اس طرح	يُبَيِّنُ اللّٰهُ : اللہ واضح کرتا ہے
اٰيٰتِهٖ : اپنی نشانیوں کو	لِلنَّاسِ : لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ : شاید کہ وہ لوگ	يَتَّقُوْنَ : تقویٰ اختیار کریں

نوٹ (۱) : مادہ ''ب ی ض'' اور ''س و د'' کی لغت میں ثلاثی مزید فیہ کے باب اِفْعِلَالٌ کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید میں اس باب کا استعمال نسبتاً کم ہوا ہے اس لیے ''آسان عربی گرامر'' نامی کتابچہ میں یہ نہیں پڑھایا گیا۔ اس کے ماضی، مضارع اور مصدر کا وزن یہ ہے: اِفْعَلَّ، يَفْعَلُّ، اِفْعِلَالًا۔ اس کی ابتداء میں ہمزۃ الوصل ہے۔ یہ باب زیادہ تر ''اَفْعَلُ'' کے وزن پر آنے والے اَلوان و عیوب کے لیے آتا ہے، اور اس میں مفہوم یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ صفت میں تبدیل ہو جانا یا اس صفت کا حامل ہو جانا۔

نوٹ (۲) : اگر اپنے آپ سے خیانت کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم توبہ کرتے اور وعدہ کرتے کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے، تو ہم کہتے کہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اصطلاحی مفہوم میں ہے اور اس کے مطابق ترجمہ کرتے۔ لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس بات کو جانا اور اپنے حکم میں خود ہی نرمی کر دی۔ اس لیے اس آیت میں فَتَابَ عَلَيْكُمْ اپنے لغوی مفہوم میں ہے، اور ترجمہ اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔

نوٹ (۳) : ابتدا میں روزوں میں سو جانے کے بعد کھانے پینے وغیرہ کی ممانعت تھی۔ یہ حکم قرآن میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حکم پر عمل کرتے تھے۔ اس آیت میں پہلے اس حکم کو حکمِ الٰہی قرار دیا گیا، پھر آسانی کے لیے اس کو

© rasailojaraid

منسوخ کیا گیا (معارف القرآن)۔ اس طرح یہ بھی قرآن مجید کے ان مقامات میں سے ایک ہے جس سے وحی غیر متلو کا ثبوت ملتا ہے۔

آیت ۱۸۸

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَـكُمْ بَيْنَـكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

د ل و

دَلَا (ن) دَلْوًا: (۱) کنوئیں میں ڈول ڈال کر کھینچنا۔ (۲) بہلا پھسلا کر کام نکالنا۔

دَلْوٌ (اسم ذات): ڈول۔ ﴿فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ﴾ (یوسف:۱۹) ''تو اس نے کنوئیں میں لٹکایا اپنا ڈول۔''

اَدْلٰى (افعال) اِدْلَاءً: کنویں میں کوئی چیز لٹکانا۔ اوپر دیکھیں (یوسف:۱۹)

دَلّٰى (تفعیل) تَدْلِيَةً: بہلا پھسلا کر گمراہ کرنا' نرمی سے پھسلا دینا۔ ﴿فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ﴾ (الاعراف:۲۲) ''تو اس نے پھسلا دیا ان دونوں کو دھوکے سے۔''

تَدَلّٰى (تفعّل) تَدَلِّى: لٹکنا' اُترنا۔ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى﴾ (النجم) ''پھر وہ نزدیک ہوا' پھر وہ اُترا۔''

ترکیب: ''لَا تَاْكُلُوْا'' فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''اَمْوَالَكُمْ'' مفعول ہے' جبکہ ''بَيْنَكُمْ'' ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''لَا تَاْكُلُوْا'' کے لائے نہی کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے ''تُدْلُوْا'' کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ اس طرح یہ بھی فعل نہی ہے۔ ''بِهَا'' میں ''هَا'' کی ضمیر ''اَمْوَالَكُمْ'' کے لیے ہے۔ ''لِتَاْكُلُوْا'' کا فاعل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے۔ ''فَرِيْقًا'' اس کا مفعول ہے اور یہاں اپنے لغوی مفہوم میں آیا ہے۔ ''وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ'' کا واؤ حالیہ ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَاْكُلُوْا: اور تم لوگ مت کھاؤ	اَمْوَالَـكُمْ: اپنے مال
بَيْنَـكُمْ: آپس میں	بِالْبَاطِلِ: ناحق
وَتُدْلُوْا: اور تم لوگ مت لٹکاؤ	بِهَا: ان کو
اِلَى الْحُكَّامِ: حاکموں کی طرف	لِتَاْكُلُوْا: تا کہ تم لوگ کھاؤ

فَرِيْقًا : کوئی ٹکڑا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ :لوگوں کے مال سے
بِالْاِثْمِ : گناہ سے وَ :اس حال میں کہ
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ :تم لوگ جانتے ہو

نوٹ (۱) : اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حاکموں کو رشوت دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔ اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ مال دوسرے شخص کا ہے' تو محض کسی قانونی نقص کی وجہ سے اس کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جاؤ۔ اگر عدالت نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا تو اس دنیا میں تم اس کے قانونی مالک ہو گے' لیکن اللہ کے نزدیک وہ تمہارے لیے حرام ہی رہے گا۔ (تفہیم القرآن)

بقیہ: حیاتِ دنیوی کے حوادث اور مؤمنانہ طرزِ عمل

۱۴) سنن ابی داوٗد' کتاب الجنائز۔
۱۵) صحیح البخاری' کتاب الجنائز۔ وصحیح مسلم' کتاب الجنائز۔
۱۶) صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق۔ وصحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار۔
۱۷) سنن الترمذی' کتاب الزھد عن رسول اللهﷺ۔
۱۸) سنن الترمذی' کتاب الزھد عن رسول اللهﷺ۔
۱۹) مسند احمد۔ وسنن الترمذی' کتاب الدعوات عن رسول اللهﷺ۔
۲۰) صحیح مسلم' کتاب القدر۔
۲۱) رواه البخاری فی الجنائز وفی المرضیٰ وفی القدر وفی التوحید۔ ورواه المسلم فی الجنائز۔
۲۲) ایضاً۔
۲۳) صحیح البخاری' کتاب الجنائز' وصحیح مسلم' کتاب الفضائل۔
۲۴) صحیح مسلم' کتاب البر والصلة والآداب۔

© rasailojaraid.